ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت عہد بیعت

وقت 5-7 منٹ

طاعت در معروف

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا جَآءَكَ الۡمُؤۡمِنٰتُ يُبَايِعۡنَكَ عَلٰٓى اَنۡ لَّا يُشۡرِكۡنَ بِاللّٰهِ شَيۡـًٔا وَّلَا يَسۡرِقۡنَ وَلَا يَزۡنِيۡنَ وَلَا يَقۡتُلۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ وَلَا يَاۡتِيۡنَ بِبُهۡتَانٍ يَّفۡتَرِيۡنَهٗ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِنَّ وَاَرۡجُلِهِنَّ وَلَا يَعۡصِيۡنَكَ فِىۡ مَعۡرُوۡفٍ فَبَايِعۡهُنَّ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (الممتحنہ:13)

یعنی اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اِس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور **نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی** تو تُو اُن کی بیعت قبول کر اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہے عہدِ بیعت اپنا، ہمیں جان سے پیارا
جو اِس سے پھرے، اُس کے مقدّر میں خسارہ
ہم عہد نبھائیں گے جو اللہ سے باندھا
حاضر ہے ہر اِک بوجھ اُٹھانے کو یہ کاندھا

معزز سامعین! مجھے آج شرائطِ بیعت میں آخری شرط کے الفاظ میں سے ”طاعت در معروف“ کے معانی پر روشنی ڈالنی ہے۔

دسویں شرط کے الفاظ یہ ہیں کہ

”یہ کہ اِس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔“

”طاعت در معروف“ کے الفاظ پر ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت تفصیل سے اپنے ایک خطبہ میں روشنی ڈالی ہے جو ”شرائطِ بیعت اور ہماری ذمّہ داریاں“ میں طبع ہوا ہے۔ آپ اِس خطبہ میں سورہ الممتحنہ آیت 13 کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”اس آیت میں عورتوں سے اِس پر عہد بیعت لینے کی تاکید ہے کہ شرک نہیں کریں گی۔ چوری نہیں کریں گی۔ زنا نہیں کریں گی۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ جھوٹا الزام کسی پر نہیں لگائیں گی اور **معروف امور میں نافرمانی نہیں کریں گی**۔ تو یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نبی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کیا وہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں اور اگر نبی دے سکتا ہے تو پھر خلیفہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ نبی کبھی ایسے احکامات دے ہی نہیں سکتا۔ نبی جو کہے گا معروف ہی کہے گا اس کے علاوہ کچھ نہیں کہے گا۔ اس لیے قرآن شریف میں کئی مقامات پر یہ حکم ہے کہ تم نے اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرنی ہے، انہیں بجالانا ہے۔ کہیں نہیں یہ لکھا ہوا کہ جو معروف حکم ہو اس کی اطاعت کرنی ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف حکم کیوں ہیں۔ لیکن دراصل یہ دو مختلف حکم نہیں ہیں۔ بعضوں کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ نبی کا جو بھی حکم ہو گا معروف ہی ہو گا اور نبی کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف، شریعت کے احکامات کے خلاف کر ہی نہیں سکتا وہ تو اس کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تو جس کام کے لیے معمور کیا گیا ہے اس کے خلاف کیسے چل سکتا

ہے۔ یہ تو تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ تم نبی کو مان کر، مامور کو مان کر اس کی جماعت میں شامل ہو کر محفوظ ہو گئے ہو کہ تمہارے لیے اب کوئی غیر معروف حکم ہے ہی نہیں، جو بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔"

سامعین! معروف اور غیر معروف کی تعریف کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اور ماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ان پر واضح ہو کہ خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک اور غلطی وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی آیا ہے۔ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ: 13) اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔ اِسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اِس میں ایک سر ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لیے ان باتوں کو کھولا تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکا نہ لگ جائے۔"

(خطبات نور صفحہ 420-421)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ نبی ان باتوں کے لیے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اُتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردن سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اس کو قوت دیں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اُتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 420)

پس جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے پرے نہیں ہٹتا تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اُس کے مشن کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعے مقرر ہوتا ہے۔ وہ بھی اسی تعلیم کو انہی احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچائے اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے۔ تو اب ہم اسی نظام جماعت کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے جماعت میں قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔ اگر کسی وقت خلیفہ وقت کسی غلطی یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ کر دیتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرمادے گا کہ اِس کے بدنتائج نہیں نکلیں گے۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے۔ لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُسے اِس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اِسے عِصمتِ صُغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمتِ کُبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عِصمتِ صُغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لیے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی ۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عِصمتِ صُغریٰ حاصل ہو گی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بے شک بولنے والے وہ ہوں گے زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے۔ دماغ انہی کا کام کرے گا، مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہو گی۔ اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہو گی اور ایسی مضبوط ہو گی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 376-377)

تو اس سے واضح ہو گیا کہ غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا تا کہ لوگ اُس کی بات سنیں اور اُس کی اطاعت کریں۔ اس شخص نے آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگ میں کود جائیں۔ بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لیے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ لوگ اِس میں کود جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے رنگ میں کوئی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف معروف امور میں ضروری ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد)

اس حدیث کی مزید وضاحت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ملتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو ایک غزوہ کے لیے روانہ کیا جب وہ اپنے غزوہ کی مقررہ جگہ کے قریب پہنچے یا ابھی وہ راستہ ہی میں تھے کہ ان سے فوج کے ایک دستہ نے اجازت طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس السھمی کو امیر مقرر کر دیا۔ میں بھی اس کے ساتھ غزوہ پر جانے والوں میں تھا پس جب کہ ابھی وہ رستہ ہی میں ہی تھے تو ان لوگوں نے آگ سینکنے یا کھانا پکانے کے لیے آگ جلائی تو اب عبد اللہ نے (جن کی طبیعت مزاحیہ) تھی کہا کیا تم پر میری بات سن کر اس کی اطاعت فرض نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ کیا میں تم کو جو بھی حکم دوں گا تم اس کو بجالاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم بجالائیں گے۔ اس پر عبد اللہ بن حذافہ نے کہا میں تمہیں تاکید اً کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہو کر آگ میں کودنے کی تیاری کرنے لگے۔ پھر جب عبد اللہ بن حذافہ نے دیکھا کہ یہ لوگ تو سچ مچ آگ میں کودنے لگے ہیں تو عبد اللہ بن حذافہ نے کہا اپنے آپ کو (آگ میں ڈالنے سے) روکو۔

پھر جب ہم اس غزوہ سے واپس آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”امراء میں سے جو شخص تم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو“

(سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب لا طاعة فی معصیة اللہ)

تو ایک تو اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نہ ماننے کا فیصلہ بھی فردِ واحد کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ آگ میں کودنے کو تیار تھے کہ ہر حالت میں امیر کی اطاعت کا حکم ہے، انہوں نے سنا ہوا تھا اور وہ یہ سمجھے کہ یہی اسلامی تعلیم ہے کہ ہر صورت میں، ہر حالت میں، ہر شکل میں، امیر کی اطاعت کرنی ہے لیکن بعض صحابہ جو احکامِ الٰہی کا زیادہ فہم رکھتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے زیادہ فیضیاب تھے، انہوں نے انکار کیا۔ نتیجۃً مشورہ کے بعد کسی نے اس پر عمل نہ کیا کیونکہ یہ خودکشی ہے اور خودکشی واضح طور پر اسلام میں حرام ہے۔ دوسرے عبد اللہ بن حذیفہ جو ان کے لیڈر تھے جب انہوں نے بعض لوگوں کی سنجیدگی دیکھی تو ان کو بھی فکر پیدا ہوئی اور انہوں نے بھی روکا کہ یہ تو مذاق تھا۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما کر معروف کا اصول واضح فرما دیا کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے۔ واضح ہو کہ نبی یا خلیفہ وقت کبھی مذاق میں بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کسی واضح حکم کی خلاف ورزی تم امیر کی طرف سے دیکھو تو پھر اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اب اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہو چکا ہے تو خلیفہ وقت تک پہنچو۔ اس کا فیصلہ ہمیشہ معروف فیصلہ ہی ہو گا اور اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق ہی ہو گا۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا تھا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ اب تم ہمیشہ معروف فیصلوں کے نیچے ہی ہو۔ آج کل ابھی اعتراض ہوتے ہیں کہ ایک کارکن اچھا بھلا کام کر رہا تھا اس کو ہٹا کر دوسرے کے سپرد کام کر دیا گیا ہے۔ خلیفہ وقت یا نظام جماعت نے غلط فیصلہ کیا اور گویا یہ غیر معروف فیصلہ ہے۔ وہ اور تو کچھ نہیں کر سکتے اس لیے سمجھتے ہیں کہ کیونکہ یہ غیر معروف کے زمرے میں آتا ہے (خود ہی تعریف بنالی انہوں نے) اس لیے ہمیں بولنے کا بھی حق ہے۔ جگہ جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے کا حق ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جگہ جگہ بیٹھ کر کسی کو نظام کے خلاف بولنے کا کوئی حق نہیں۔ اس بارے میں میں پہلے بھی تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے اور اطاعت کا معیار کیا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۚ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (النور:54)

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت (کرو) یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اس آیت سے پہلی آیت میں بھی اطاعت کا مضمون ہی چل رہا ہے اور مومن ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مانا۔ اس تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ٹھہرتے ہیں بامراد ہو جاتے ہیں۔ تو اس آیت میں بھی یہ بتایا ہے کہ مومنوں کی طرح سنو اور اطاعت کرو کا نمونہ دکھاؤ، قسمیں نہ کھاؤ کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دعویٰ تو منافق بھی بہت کرتے ہیں اصل چیز تو یہ ہے کہ عملاً اطاعت کی جائے تو یہاں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے فرمارہا ہے کہ جو معروف طریقہ ہے اطاعت کا، جو دستور کے مطابق اطاعت ہے وہ اطاعت کرو۔ نبی نے تمہیں کوئی خلافِ شریعت اور خلافِ عقل حکم تو نہیں دینا۔ مثلاً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے مان لیا ہے تو پنج وقتہ نماز کے عادی بنو۔ جھوٹ چھوڑ دو۔ کبر چھوڑ دو۔ لوگوں کے حق مارنے چھوڑ دو۔ آپس میں پیار محبت سے رہو۔ تو یہ سب طاعت در معروف کے حکم میں ہی آتا ہے۔ تو یہ کام تو کرو نہ اور کہتے پھرو کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ آپ جو ہمیں حکم دیں گے کریں گے۔ اسی طرح خلفاء کی طرف سے بھی مختلف وقتوں میں روحانی ترقی کے لیے مختلف تحریکات ہیں۔ جیسے مساجد کو آباد کرنے کے بارے میں، اولاد کی تربیت کے بارے میں، اپنے اندر وسعتِ حوصلہ پیدا کرنے کے بارے میں، دعوت اِلَی اللہ کے بارے میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے یا دوسرے لفظوں میں طاعت در معروف کے زمرے میں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلافِ عقل تو کام نہیں کروانے۔ یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ یا سمندر میں چھلانگ لگادو۔ انہوں نے تو تمہیں ہمیشہ شریعت کے مطابق ہی چلانا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اس لئے معروف فیصلہ کی تشریح کرنا کسی شخص کا کام نہیں ہے معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن کے مطابق ہے اور سنت کے مطابق ہے اور حدیث کے مطابق ہے اور اس زمانے کے حَکَ عَدَل کے احکامات کے مطابق ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے جماعت کی وحدت قائم رہ سکتی ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے کہ وحدت پیدا کی جائے اور مخلصین اور اطاعت گزار لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ مجھے تعداد بڑھانے سے کوئی غرض نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھاتا رہوں، جو میرے ساتھ شامل ہوتے رہیں لیکن اطاعت کرنا نہ جانتے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری طرف منسوب ہونے والوں اور میری بیعت میں آنے والوں کی اصلاح نہیں ہوتی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں گزارتے تو ایسی بیعت بے فائدہ ہے۔"

(ماخوذ از مواہب الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 276)

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 142، ملفوظات جلد 10 صفحہ 334)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔ یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے یہ بھی ایک موت ہوتی ہے..."

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 حاشیہ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

"جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دسویں شرط بیعت میں طاعت در معروف کے الفاظ کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس نظام میں شامل ہو کر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو....یہاں برابری کا تعلق اور رشتہ قائم نہیں ہو رہا بلکہ تم اقرار کر رہے ہو اسلام کی سربلندی اور اسلام اکناف عالم میں پہنچانے کے پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔ اس لئے اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتا ہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھر اس عہد کو مرتے دم تک نبھاؤ اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے۔ بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے، تعلق، دوستیاں ہیچ ثابت ہوں ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں...رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو کبھی مانو اور کبھی منواؤ کا اصول بھی چل جاتا ہے تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔ تم نے یہ اطاعت بغیر چون چرا کئے کرنی ہے۔"

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پس جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے پرے نہیں ہٹتا تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر ہوتا ہے، وہ بھی اسی تعلیم کو، انہیں احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچائے اور اس زمانے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے۔ تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہوا ہے اور ان شاءاللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے رہے ہیں اور انشاءاللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔"

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 172 ایڈیشن 2007ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"پس جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے پرے نہیں ہٹتا تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر ہوتا ہے، وہ بھی اسی تعلیم کو، انہیں احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچائے اور اس زمانے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے۔ تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہوا ہے اور ان شاءاللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے رہے ہیں اور ان شاءاللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔"

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 172 ایڈیشن 2007ء)

(کمپوزڈ: مسز عطیۃُ العلیم۔ ہالینڈ)